126316-ملازمت کرنے والی بیوی کا نفقہ خاوند کے ذمہ اور بیوی کا تنخواہ کا مسئلہ

سوال

میں ملازمت کرتی ہوں اور مکمل ڈیوٹی ادا کرتی ہوں اس لیے میری جتنی بھی آمدنی ہوتی ہے میں اپنے لباس اور جوتے اور صفائی وغیرہ کی اشیاء پر صرف کرتی ہوں، لیکن گھر کا کرایہ اور بجلی وغیرہ کے بل اور کچھ دوسرے امور خاوند ادا کرتا ہے.

میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ خاوند کو کن اشیاء میں خرچ کرنا واجب ہے ؟

آیا اگر میرا لباس پھٹا ہوا تو خاوند کو مجھے لباس لا کر دینا واجب ہے ؟

میرا خاوند کہتا ہے کہ اگر تم چاہتی ہو کہ سارا خرچ میں ہی برداشت کروں تو پھر ملازمت چھوڑ کر گھر بیٹھ جاؤ کیا اس کی بات صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

سوال نمبر (3054) کے جواب میں ہم کتاب و سنت اور اجماع کے کافی دلائل بیان کر چکے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خاوند کے ذمہ بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے، اور یہ نفقہ خاوند کی وسعت اور استطاعت کے مطابق ہوگا، اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو اپنا خرچ خود برداشت کرنے کا ذمہ دار ٹھرائے، چاہے بیوی مالدار اور غنی بھی ہو، لیکن اگر بیوی اپنی مرضی سے اپنا خرچ خود کرتی ہے تو کوئی بات نہیں.

بیوی کے نان و نفقہ میں اس کا گرمی اور سردی کا لباس بھی شامل ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ لباس ہوتے ہوئے بھی ہر سال گرمی اور سردی کا لباس لے کر دیا جائے، اور ہر موسم میں لباس خریدا جائے، بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے اس کے پاس جو لباس ہے اس نے وہ زیب تن بھی نہیں کیا ہوتا، اور بعض کو ایک یا دو بار ہی پہنا ہوتا ہے.

اور نہ ہی ایسا ہو کہ لباس اسی صورت میں لے کر دیا جائے جب لباس بالکل پھٹ جائے اور بوسیدہ ہو، بلکہ حسب ضرورت بیوی کو لباس لے کر دینا ہوگا، اور اس میں خاوند کی لباس خرید کر دینے کی استطاعت کو مد نظر رکھا جائیگا، تاکہ یہ لباس خریداری دوسرے معاملات میں اثر انداز نہ ہو، قرآن مجید میں اسے معروف طریقہ یعنی بہتر اور اچھے طریقہ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے :

فرمان باری تعالی ہے :

{اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان عورتوں کا نان و نفقہ اور ان کا لباس ہے اچھے اور معروف طریقہ سے، کسی بھی جان کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جائیگا}.

البقرۃ(233).

ابن کثیر رحمہ اللہ الخبیر کہتے ہیں :

" یعنی جس طرح ان جیسی عورتوں کی علاقے میں عادت چل رہی ہو، اور اس میں کوئی اسراف و فضول خرچی اور نہ ہی کوتاہی اور کم درجہ اختیار کیا جائے، بلکہ خاوند مالداری اور تنگ دستی میں اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرے " انتہی

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (634/1).

یہاں ہم ایک تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ ملازمت کرنے والی عورت کو بعض اوقات ایسا لباس چاہیے جو عام عورت نہیں استعمال کرتی؛ کیونکہ وہ ملازمت والی جگہ پر ملازمت کرنے والی دوسری عورتوں کے سامنے نت نیا لباس زیب تن کرنا چاہتی ہے، اور یہ چیز اس کے خاوند پر اس کے حقوق میں شامل نہیں، بلکہ یہ عورت کا حق ہے کہ وہ خود مہیا کرے، بلکہ خاوند کے ذمہ وہ لباس ہوگا جو وہ گھر میں پہنے گی، یا پھر شرعی اور مباح تقریبات وغیرہ میں خاوند کی اجازت سے جانے کے لیے اسے استعمال کرنا ہوتا ہے، وہ خاوند خرید کر دیگا، اور اس میں بھی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی، بلکہ بیوی کی طبیعت اور اس کے ماحول کے مطابق ہوگا کیونکہ ہر عورت کی طبیعت اور ماحول مختلف ہوتا ہے.

دوم :

اگر شادی کے وقت بیوی نے خاوند پر شرط رکھی ہو کہ وہ شادی کے بعد بھی ملازمت کریگی، اور خاوند نے شرط قبول کر لی تو پھر خاوند پر اسے ملازمت جاری رکھنے کی اجازت دینا واجب ہے، لیکن اگر ملازمت کی نوعیت تبدیل ہو چکی ہے، یعنی وہ حرام میں تبدیل ہو جائے.

مثلا وہ غیر محرم مردوں کے ساتھ مل کر ملازمت کرتی ہو، یا پھر ملازمت ہی حرام ہو مثلا سودی بنکوں میں یا پھر انشورنش کمپنیوں وغیرہ میں ملازمت کرنا، اور اسی طرح اگر ملازمت کے لیے سفر کی ضرورت پڑ جائے اور اس کے ساتھ جانے کے لیے کوئی محرم نہ ہو.

اس لیے اگر اس طرح کا معاملہ ہو جائے تو پھر خاوند دخل اندازی کرتے ہوئے اسے ملازمت جاری رکھنے سے منع کر سکتا ہے، اس صورت میں یہاں شرط کی مخالفت نہیں ہوگی بلکہ خاوند کو شریعت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اسے ایک غیر شرعی عمل سے روک رہا ہے کیونکہ شریعت نے اسے بیوی کا ذمہ دار بنایا ہے.

حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

جس کسی نے بھی کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں تو اسے وہ شرط پوری کرنے کا کوئی حق نہیں چاہے وہ سو شرطیں بھی ہوں"

متفق علیہ.

لیکن اگر یہ امور اور اشیاء ملازمت نہ ہوں تو پھر شرط پر عمل کرتے ہوئے خاوند کو اسے روکنے کا حق حاصل نہیں بلکہ شادی کے وقت جس شرط پر موافقت ہوئی تھی وہ پوری کی جائیگی.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اے ایمان والو معاہدوں کو پورا کیا کرو}.المآئدۃ (1).

عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"شرطوں میں ان شروط کا تمہیں پورا کرنے کا زیادہ حق ہے جن کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2572) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418).

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں"

سنن ابوداود حدیث نمبر (3594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

رہا ملازمت کرنے والی بیوی کی تنخواہ کا مسئلہ تو یہ تنخواہ بیوی کا حق ہے، اس سے خاوند کو بیوی کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینے کا کوئی حق نہیں، یہ سب کچھ اس حالت میں ہے جب عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط رکھی گئی ہو جیسا کہ اوپر بیان بھی کر چکے ہیں.

سوم :

اگر بیوی کی ملازمت عقد شادی کے وقت مشروط نہ تھی تو اب خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ بیوی کو اس شرط پر ملازمت کرنے کی اجازت دے کہ وہ گھریلو اخراجات میں اس کی معاونت کریگی، اور اس میں جس پر خاوند اور بیوی اتفاق کر لیں صحیح ہے؛ کیونکہ بیوی جو وقت ملازمت میں صرف کرتی ہے وہ خاوند کا حق تھا، اس لیے وہ اس کے مقابلہ میں بہتر طریقہ سے معاوضہ لینے کا حق رکھتا ہے.

بھوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"عقد نکاح کے بعد خاوند کی اجازت سے بیوی کوئی اجرت پر کام نہیں کر سکتی؛ کیونکہ اس سے خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے" انتہی

دیکھیں : الروض المربع (271).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"انسان کے لیے اپنے اہل و عیال بیوی بچوں پر معروف طریقہ سے خرچ کرنا واجب ہے، چاہے بیوی مالدار بھی ہو تو بھی اس کا نان و نفقہ خاوند پر واجب ہے، اور اگر عقد نکاح میں شرط رکھی ہو کہ وہ تعلیم دیتی اور ٹیچنگ کرتی ہے اور شادی کے بعد خاوند اسے نہیں روکے گا تو اس میں شامل ہے، اور خاوند کو بیوی کی تنخواہ لینے کا حق نہیں ہوگا، بلکہ اس میں سے آدھی یا کچھ بھی تنخواہ کا حصہ لینے کا حقدار نہیں.

کیونکہ جب بیوی نے شادی سے پہلے شرط رکھی ہے تو پھر یہ تنخواہ بیوی کا حق ہے اور وہ اسے ملازمت کرنے سے منع نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اسے اس کی تنخواہ لینے کا حق ہے یعنی وہ تنخواہ میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا، کیونکہ تنخواہ بیوی کا حق ہے.

لیکن اگر عقد نکاح میں ملازمت کی شرط نہیں رکھی گئی، اور شادی کے بعد بیوی کو خاوند ٹیچنگ اور ملازمت سے روک دے تو یہاں خاوند اور بیوی کو حق ہے کہ وہ دونوں ملازمت جاری رکھنے کی صورت میں کوئی اتفاق کر لیں، مثلا خاوند کہے کہ میں اس شرط پر تمہیں پڑھانے کی اجازت دیتا ہوں کہ تم مجھے آدھی یا تیسرا یا چوتھا حصہ تنخواہ دیا کرو گی، جس پر ان کا اتفاق ہو جائے اس پر عمل کیا جائیگا.

لیکن جب شادی سے قبل شرط رکھی گئی اور خاوند نے شرط قبول کر لی تو پھر خاوند کو شادی کے بعد بیوی کو روکنے کا حق نہیں، اور نہ ہی وہ بیوی کی تنخواہ سے کچھ لے سکتا ہے" انتہی

دیکھیں : شرح ریاض الصالحین (6/143-144).

چہارم :

ہم خاوند اور بیوی کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ازدواجی زندگی کو تجارت میں دو شریکوں کی طرح حساب وکتاب کر کے مکدر اور اجیرن نہ بنائیں! بلکہ وہ تو ایک اسلامی خاندان کی تاسیس میں ایک دوسرے کے شریک ہیں، ان کی شراکت تجارتی نہیں، بلکہ ایک گھرانہ بنانے میں شراکت رکھتے ہیں.

اس لیے خاوند اور بیوی میں اس طرح کے اختلافات کی کوئی گنجائش نہیں، اور نہ ہی انہیں ایسے اختلافات کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ عورت راضی وخوشی اپنا مال خرچ کر کے زندگی کے معاملات میں خاوند کی معاونت کرتی رہے، اور اسی طرح خاوند کو بھی بقدر استطاعت بیوی کا مال لینے سے اجتناب کرنے کی کوشش کرنی چاہیے؛ کیونکہ یہ مرد کی قوامیت و نگران ہونے پر سلبی اثر کا باعث بنتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالی نے بیوی پر خرچ کرنے کو مرد کی قوامیت میں شامل کیا ہے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

﴿مرد عورتوں پر نگران ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس لیے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں﴾النساء (34).

بیوی گھریلو اخراجات میں خاوند کی جو معاونت کرتی ہے، اور خاوند کو جو رقم بطور قرض دیتی ہے مرد کو اس میں فرق کرنا چاہیے، پہلی چیز یعنی بیوی جو گھریلو اخراجات میں اپنی مرضی سے خاوند کی معاونت کرتی ہے اسے اس کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں، کیونکہ اس نے اپنی مرضی سے خرچ کیا ہے، لہذا اس کو رجوع کا حق نہیں، لیکن جو بطور قرض دیا ہے وہ اس کا مطالبہ کر سکتی ہے.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" آپ اپنی بیوی کی رضا و خوشی سے اس کی تنخواہ لیں تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو بیوی نے بطور تعاون کیا ہو آپ کے لیے اسے لینے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن شرط یہ ہے کہ بیوی نے اپنی خوشی و رضامندی سے کیا ہو اور وہ عقل و رشد رکھتی ہو.

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ النساء کے ابتدا میں فرمایا ہے :

﴿تو اگر وہ اس میں سے تمہیں اپنی خوشی سے کچھ دے دیں تو تم خوشی سے کھاؤ﴾.

چاہے یہ رسید کے بغیر ہی ہو، لیکن اگر آپ کو اس کے خاندان والوں سے کسی قسم کا خدشہ ہو یا بیوی کے واپس مانگنے کا ڈر ہو تو پھر آپ کے لیے اسے بطور احتیاط رسید لکھ دینی چاہیے" انتہی

دیکھیں : فتاوی ابن باز (44/20).

شیخ محمد بن مختار شنقیطی حفظہ اللہ کہتے ہیں :

" خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی اجرت پر کام یا ملازمت نہیں کر سکتی.

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

﴿مرد عورتوں پر نگران ہیں﴾النساء (34).

اللہ سبحانہ و تعالی نے مرد کو اپنی بیوی کے معاملات اور امور سر انجام دینے کا کہا ہے۔

اس لیے خاوند کو متنبہ رہنا چاہیے؛ کیونکہ خاوند اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے اور اس نے اس کے بارہ میں اللہ کو جواب بھی دیا ہے، اور بیوی اس کی رعایا میں شامل ہوتی ہے، لہذا اگر خاوند دیکھے کہ بیوی کی ملازمت کرنے میں ہی مصلحت پائی جاتی ہے تو وہ اسے اجازت دے اور اس میں اس کی معاونت بھی کرے، خاص کر اس دور میں کتنی ہی نیک و صالح عورتیں تعلیم و تربیت کے لیے کام کرتی ہیں جس میں امت کا بھی بھلا ہے اور اس کا اپنا بھی! مردوں کو عورتوں کے حقوق میں ظلم کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی وہ ان پر ظلم کریں اور ان کے حقوق ضائع بھی مت کریں۔

اور جب دیکھے کہ بیوی کو ملازمت سے روکنا اور منع کرنا بیوی کے لیے بہتر ہے، تو وہ روک دے، تو میں عورت کو یہی نصیحت کرتا ہو کہ خاوند کی اطاعت کرتے ہوئے ملازمت مت کرے، اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں جو عورت بھی اللہ سبحانہ و تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی اور بات مانتی ہے، خاص کر جب خاوند میں غیرت پائے اور خیر و بھلائی کی محبت دیکھتی ہو، تو وہ اللہ سبحانہ و تعالی سے اجر و ثواب کی نیت رکھتے ہوئے خاوند کی بات مان لے تو اللہ سبحانہ و تعالی ایسی عورت کی دنیا و آخرت میں آنکھیں ٹھنڈی کر دے گا۔

اس عورت کو چاہیے کہ وہ راضی رہے اور اطاعت کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالی کی حکم عدولی مت کرے، بلکہ اس کے حکم پر راضی ہو کر اس پر مطمئن ہو رہے، کیونکہ جو راضی رہتا ہے رضا اسے ہی حاصل ہوتی ہے۔

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے سمع و اطاعت کرنے والے کے لیے تو دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کا وعدہ کر رکھا ہے، اور یہ کامیابی دین و دنیا اور اور آخرت سب کو شامل ہے۔

عورت اپنا حال دیکھے کیونکہ جو وقت اور گھڑی اور دن وہ اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارتی ہے تو وہ خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری میں خیر عظیم پائیگی جس کا علم اللہ عزوجل کو ہی ہے۔

بہت سارے واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ نیک و صالح عورتوں کو ان کے خاوندوں نے حکم دیا اور انہوں بلا چوں و چراں تسلیم کر لیا، اور کسی کام سے روکا تو وہ رک گئیں اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس امر اور نہی میں ان کے لیے خیر عظیم پیدا کر دی جس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے!

اور عورت کے گھر سے نکلنے میں کتنا ہی فتنہ انتظار میں رہتا کہ اللہ سبحانہ و تعالی اس کے خاوند کو بیوی پر مسلط کر دیتا ہے اور وہ اسے جانے سے روک دیتا، جب وہ باہر جانے سے رک جاتی ہے تو فتنہ سے بچ جاتی ہے۔

ہو سکتا ہے وہ جاتی تو خود بھی گمراہ ہوتی اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتی، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر اپنا رحم و کرم کرتے ہوئے اسے سمع و اطاعت کی توفیق سے نواز دیا تو وہ بچ گئی؛ یہ تو مجرب چیز ہے" انتہی

ماخوذ از: شرح زاد المستقنع للشیخ شنقیطی۔

واللہ اعلم۔